سیدہ رقیہؓ بنت رسول ﷺ زوجہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات

The Virtues and Excellences of Sayyida Ruqayyah in the light of her biography and Seerat-ul-Nabi

Dr. Abdul Raouf Usmani
Visiting Lecturer, Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore
Email: qaziusmani33@gmail.com
Dr. Muhammad Inamullah
Lecturer Islamic Studies, Abbottabad
University of Science and Technology Abbottabad
Email: inam@aust.edu.pk
Muhammad Waliullah
Teacher Jamia Zakaria Battagram,
Visiting lecturer Hazara University Battagram Campus
Email: walimadani90@gmail.com

Abstract
The life of Rasoolullah ﷺis auspicious for all Muslims. The lives of the trained Companions and Companions and the Ahl al-Bayt are a beacon for us. Hazrat Ruqayya was the daughter of Hazrat Muhammad ﷺ. Hazrat Ruqayya's style of speech and behavior were in accordance with the Messenger of Allah, may Allah bless him and grant him peace, Her life is a perfect example of education and order for the entire Muslim Ummah, especially women. She (R.A) had qualities like patience, gratitude, piety, shyness, truthfulness, obedience from which the Muslim Ummah can get guidance in every aspect of life. In Islam, the sayings and deeds of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him), the Ahl al-Bayt and the companions have exemplary importance.
In this Article, in the light of Sira-ul-Nabi (SAW), there will be a research discussion on the virtues,excellences and position of Hazrat Ruqayyah RA.

سیدہ رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ

حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ کو حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کے اعلانِ نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئیں اور ابتداء اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا لقب ذات الہجرتین تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح ابو لہب کے لڑکوں سے کر دیا تھا۔ جب آپ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی تو زمانہ جاہلیت میں ابو لہب کے لڑکوں نے حضرت رقیہؓ اور ام کلثوم کو طلاق دے دی تو اس کے بعد نبی اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہؓ کا نکاح مکہ شریف میں حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کر دیا۔(1)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی عزیزہ رقیہ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کر دوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے رقیہ کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ مکہ شریف کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی کر دی۔

اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ سردارِ دوجہاں ﷺ نے اپنی دونوں صاحبزادیاں سیدہ رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفانؓ کے نکاح میں دے دی تھیں۔ پہلے حضرت رقیہؓ کا عقد کر دیا تھا۔ یہ مکہ شریف میں ہوا تھا اور ہجرت مدینہ سے پہلے ہوا تھا پھر حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد ام کلثوم کا نکاح ہوا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ذکر کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے عثمانؓ بن عفان کو ایک صاحبزادی نکاح کر کے دی (اس کے انتقال کے بعد) پھر اپنی دوسری صاحبزادی ان کے نکاح میں دے دی نکاح یکے بعد دیگرے منعقد ہوئے۔

وزوجہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحدۃ بعد واحدۃ۔([2])

نبی اقدس ﷺ کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان صاحبزادیوں کا نکاح کر دینا حضرت عثمانؓ کے لئے بہت بڑی سعادت مندی اور خوش بختی کی بات تھی جو ان کو نصیب ہوئی حضرت عثمانؓ حضور ﷺ سے دامادی کا شرف پا گئے۔

فضائل و کمالات

علماء تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رقیہؓ کو حسن اور جمال کے وصف سے خوب نوازا تھا۔ صاحب "تاریخ الخمیس" اپنی تاریخ میں اور محبّ الطبری اپنی کتاب "ذخائر العقبیٰ" میں اسے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ "وکانت ذات جمال رائع "یعنی حضرت رقیہؓ نہایت عمدہ جمال کی حامل تھیں۔([3])

جس وقت حضرت عثمان کے ساتھ ان کی شادی اور بیاہ ہوا ہے تو اس دور کے قریش کی عورتیں ان زوجین پر رشک کرتی تھیں اور دونوں کے حسن و جمال کو مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ تعبیر کرتی تھیں۔

"وتزوجها عثمان بن عفان وكالت نساء قريش يقلن حين تزوجها عثمانؓ۔([4])

"یعنی قریش کی عورتیں کہتی تھیں کہ انسان نے جو حسین ترین جوڑا دیکھا ہے وہ رقیہؓ اور ان کے خاوند عثمانؓ ہیں"۔

ہجرت حبشہ

اسلام کا یہ ابتدائی دور تھا اور مسلمانوں پر مختلف قسم کے دباؤ ڈالے جا رہے تھے اور کئی قسم کے مصائب کا اہل اسلام کو سامنا کرنا پڑتا تھا۔

اسی دوران نبی اقدس ﷺ نے ان لوگوں کو جو مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ مشورہ دیا کہ حبشہ کی ولایت کی طرف اگر تم سفر اختیار کر لو تو بہتر رہے گا۔ اس لئے کہ ارض حبشہ کا بادشاہ ایسا شخص ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا وہاں لوگ آرام و سکون سے زندگی بسر کر سکیں گے۔ وہاں لوگوں پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاتی اور وہ پر امن علاقہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی کشادگی کی صورت فرمادیں گے۔

اس وقت نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے چند لوگ حبشہ کی ولایت کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکل پڑے۔ یہ لوگ اہل مکہ کے فتنہ سے بچنا چاہتے تھے اور اللہ کے دین کو بچانے کے لئے گھر سے نکل پڑے تھے۔ اور یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی جو اہل اسلام کو پیش آئی۔

قرآن مجید میں مہاجرین کے حق میں بہت سی فضیلت کی آیات آئی ہیں۔

والذین ھاجروافی اللہ من بعد ما ظلموا النبؤنھم فی الدنیا حسنة ولا جراالاخراکبرٓ۔(5)

"یعنی جن لوگوں نے ستم رسیدہ ہونے کے بعد اللہ کے راستے میں ہجرت کی اور ترک وطن کیا ان لوگوں کو ہم دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے"۔

یہ آیات قرآنی عام ہیں اور ہر اس ہجرت کو شامل ہیں جو دین کی خاطر ہو سو مہاجرین حبشہ بھی ان کا مصداق ہیں اور وہ ان فضیلتوں کے حامل ہیں جو مالک کریم نے مصائب و شدائد پر مرتب فرمائیں اور انہیں بڑے انعامات سے نوازا۔

اور جو حضرات اس ہجرت میں مکہ شریف سے نکلے تھے اور ان میں حضرت عثمان بن عفانؓ اور ان کی اہلیہ محترمہ رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں مسلمانوں میں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا اور نبوت کے پانچویں سال میں ہجرت حبشہ کا یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

اس مفہوم کو حافظ ابن کثیر نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے:

"قال لھم لو خرجتم الی الارض الجثة فان بھا ملکا لا یظلم عندہ احد وھی ارض صدقٍ حتی یجعل اللہ لکم فرجا مما انتم فیه فخرج عند ذالک المسلون من اصحاب رسول اللہ ﷺ الی ارض الحبثة مخافة الفتنة وفراراً الی اللہ بدینھم فکانت اول ھجرة کانت فی الاسلام فکان اول من خرج من المسلمین عثمان بن عفان وزوجته رقیة بنت رسول اللہ ﷺ"۔(6)

"سردار دوجہاں ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہؓ کو ہجرت حبشہ کا شرف پہلے حاصل ہوا۔ ان کو اپنے خاوند کی میعت میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔ دین کی حفاظت کی خاطر سفر کے مسائب برداشت کرنا کوئی معمولی شرف نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا اجر ہے"۔

ہجرت حبشہ کے بعد ان ہجرت کرنے والوں کی خیر وعافیت کے احوال ایک مدت تک معلوم نہ ہو سکے۔ نبی اقدس ﷺ کو ان کے متعلق پریشانی لاحق تھی۔ اسی دوران قریش کی ایک عورت حبشہ کے علاقہ سے مکہ شریف پہنچی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے حال احوال دریافت فرمائے تو انہوں نے بتلایا کہ اے محمد (ﷺ) آپ کے داماد اور آپ ﷺ کی دختر کو میں نے دیکھا ہے۔ تو رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ کیسی حالت پر دیکھا ہے؟ تو اس نے ذکر کیا عثمان اپنی بیوی کو ایک سواری پر سوار کئے ہوئے جارہے تھے اور خود سواری کو پیچھے سے چلا رہے تھے تو اس وقت نبی ﷺ نے جملہ دعائیہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب میں ساتھی ہو!

''حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی''۔

"خرج عثمان بن عفان و معه امراته رقيه بنت رسول الله ﷺ الى ارض الحبشة فابطا على رسول الله ﷺ خبر هما فقد مت امراة من قريش فقالت: يا محمد! قدرايت ختنك و معد امراته قال: على اى حال رائيتها؟ قالت رايت قد حمل امراته على حمار من هذهِ الدبابة وهو يسوقها فقال رسول الله ﷺ ان عثمان اول من هاجر باهلهٖ بعد ولوط عليه السلام"۔(7)

مہاجرین حبشہ نے حبشہ کے علاقہ میں ایک مدت گزاری پھر وہاں سے مکہ شریف کی طرف واپس ہوئے۔ ان حضرات میں عثمانؓ اپنی اہلیہ (حضرت رقیہؓ) سمیت واپس ہوئے۔ اسی دوران نبی اقدس ﷺ مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے جاچکے تھے۔ ہجرت حبشہ کے بعد حضرت عثمانؓ ہجرت مدینہ کے لئے تیار ہو گئے اور اپنی اہلیہ (حضرت رقیہؓ) سمیت مدینہ شریف کی طرف دوسری ہجرت کی۔

والذى عليه اهل السيران عثمان رجع الىٰ مكة من حبشة مع من رجع ثم هاجر باهلهٖ الى المدينة۔(8)

لقب ہجرتین

اس سلسلہ میں یہ چیز قابل ذکر ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنی اہلیہ محترمہ سمیت دو ہجرتوں کے مہاجر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے راستے میں دین کی خاطر دوبار ہجرت فرمائی ایک بار انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوسری مرتبہ مکہ شریف سے مدینہ کی طرف مشہور ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔

دوبار ہجرت کی فضیلت ایک بہت بڑا شرف ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیب فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت رقیہؓ بھی ان دو ہجرتوں سے مشرف ہوئیں اور ان کو یہ عظیم فضیلت حاصل ہوئی۔ دوبار ہجرت کی فضیلت اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔ جس میں اسماء بنت عمیس کا یہ واقعہ مذکور ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو کہہ دیا کہ ہم نے (مکہ سے مدینہ شریف) کی طرف ہجرت کرنے میں تم سے سبقت لے لی پس ہم رسولِ خدا کے ساتھ تم

سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ سن حضرت اسماء غصہ میں آ گئیں اور رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں جا کر شکایت کی کہ عمر بن خطابؓ یوں کہتے ہیں۔ تو آنجناب ﷺ نے تسلی دلائی اور فرمایا کہ:له ولا صحابه هجرة واحدة ولم انتم اهل السفينة هجرتان"۔یعنی اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایک ہجرت ہے اور اے اہل السفینہ" تمہارے لئے دو عدد ہجرتیں تمہارے لئے دو گنا ثواب ہے"۔([9])

اولادِ رقیہؓ کا ذکر

علماء نے لکھا ہے کہ حبشہ میں ان کے ہاں ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد ان کا دوسرا بچہ حبشہ ہی میں ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا اور اسی نام کی نسبت سے حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عبد اللہ مشہور ہوئی۔ اپنے والدین کے ساتھ نواسہ رسول عبد اللہ مدینہ شریف پہنچے۔([10])

وكانت قد اسقطت من عثمان سقطاً ثم ولدت بعد ذالک عبدالله وكان عثمان يكنى به في الاسلام وبلغ سنين فنقره ويک في وجهه فمات ولم تلدله شيئاً بعد ذالک۔([11])

اہل سیر لکھتے ہیں کہ عبد اللہ جب قریباً چھ برس کی عمر کو پہنچے تو ان کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونگ لگا کر زخم کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا چہرہ متورم ہو گیا تھا پھر وہ ٹھیک نہ ہو سکا اسی حالت میں وہ انتقال کر گئے۔

یہ اپنی والدہ کے بعد جمادی الاولیٰ ۴ھ میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔اس کے بعد حضرت رقیہؓ کی کوئی اور اولاد نہیں ہوئی۔

واما عبدالله بن عثمانؓ فان رسول الله ﷺ وضعه في حجره و دمعت عليه عينه وقال انما يرحم الله من عباده الرحماء۔([12])

بلاذری وغیرہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ جب صاحبزادہ عبد اللہ بن عثمان کا انتقال ہوا سردار دو جہاں ﷺ نہایت غمناک ہوئے اسی پریشانی کی حالت میں آنجناب ﷺ نے عبد اللہ کو اٹھا کر گود میں لیا آپ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رحیم و شفیق بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ اس کے بعد اس کی نماز جنازہ خود پڑھائی پھر دفن کرنے کے لئے حضرت عثمان قبر میں اترے اور ان کو دفن کر دیا۔

انسان کا اپنی اولاد سے فطری طور پر قلبی تعلق ہوتا ہے۔ جب بھی اولاد پر مصیبت آتی ہے۔ تو وہ پریشان ہو جاتا ہے پھر صبر و سکون کرنے سے ہی یہ مرحلہ طے ہوتا ہے اس موقعہ پر اسی طرح کیا گیا۔([13])

آپ ﷺ کا حضرت رقیہؓ کو خادمہ اور ہدیہ بھیجنا

سردار دو عالم ﷺ کی ایک خادمہ تھیں ان کو ام عیاش کہتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے ام عیاش بطور ہدیہ کے اپنی صاحبزادی رقیہؓ کو عنایت فرمائی تھی۔ ام عیاش حضرت رقیہ کی خدمت گذاری کے لیے حضرت عثمانؓ کے گھر رہتی تھیں۔ اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی

طرف سے خاص عنایت کریمانہ تھی کہ ایک خادمہ خصوصی طور پر حضرت رقیہؓ کو عنایت فرما دی تھی تا کہ صاحبزادی رقیہؓ کے لیے خانگی کام کاج میں سہولت رہے۔(14)

عن اسامة بن زيد قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم بصحفة فيها لحم الى عثمان فد خلت عليه فاذا هو جالس مع رقية مارايت زوجا احسن منها۔(15)

سردار دوجہاں ﷺ کے ایک خادم اسامہ بن زید تھے جو زید بن حارثہ کے لڑکے تھے اور آنجناب ﷺ کے خاص خدام میں سے شمار ہوتے تھے۔ اسامہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سردار دو عالم ﷺ نے مجھے ایک بار گوشت کا پیالہ بھر کر عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ بن عفان کے گھر پہنچا دیں۔ پس میں یہ ہدیہ لے کر حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچا۔ حضرت عثمان اور حضرت رقیہؓ وہاں تشریف فرما تھے میں نے وہ ہدیہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی طرف سے ان دونوں کی خدمت میں پیش کیا اور اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا عمدہ جوڑا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میاں بیوی دونوں حسن و جمال میں بڑے فائق تھے۔

حضرت عثمان اور ان کی اہلیہ کا ہدیہ بھیجنا

"وقال ليث بن ابی سليم: اول من خبص الخبيص عثمان خلط بين العسل والنقی ثم بعث بهٖ الى رسول الله صلی الله عليه وآلهٖ وسلم الى منزل ام سلمة فلم يصادفه۔ فلما جاء وضعوه بين يديه فقال من بعث هذا!؟ قالو اعثمان: قالت فرفع يديه الى السماء فقال اللهم ان عثمان يترضاک فارض عنه"۔(16)

خادمہ کا عنایت فرمانا اور ہدیہ کا باہمی ارسال کیا جانا وغیرہ کے واقعات بتلا رہے ہیں کہ آنجناب ﷺ کی توجہات کریمانہ اپنی صاحبزادی رقیہؓ اور اپنے داماد کی طرف مبذول رہتی تھیں اور یہ شائستہ تعلقات دائماً قائم تھے۔

اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہد اور نقی سے مرکب عمدہ طعام تیار کروایا (جس کو عربی میں الخبیص کہتے تھے) وہ آپؓ نے آنجناب ﷺ کی خدمت اقدس میں ارسال کیا۔ اس وقت آنجناب ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر پر قیام فرما تھے جس وقت یہ ہدیہ پہنچا تو آنجناب ﷺ گھر میں موجود نہیں تھے۔ جب آپ ﷺ خانہ اقدس میں تشریف لائے تو ام المومنین ام سلمہؓ نے وہ ہدیہ پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا یہ ہدیہ کس نے ارسال کیا ہے؟ تو اہل خانہ نے عرض کیا کہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے یہ پہنچا ہے۔ ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت آنجناب ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہا اے اللہ! عثمان تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں تو بھی ان سے راضی ہو۔

حضرت رقیہؓ کی فرمانبرداری

سر دارِ دو جہاں ﷺ اپنی صاحبزادی کے ہاں بعض اوقات تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے احوال کی خیرت دریافت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنجناب ﷺ اپنی صاحبزادی رقیہؓ کے ہاں تشریف لے گئے اس وقت وہ اپنے زوج حضرت عثمانؓ کے سر کو دھو رہی تھیں۔ تو آنجناب ﷺ نے اس خدمت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

یابنیۃاحسنی الیٰ ابی عبداللہ فانہ اشبہ اصحابی بی خلقا (طب عن عبدالرحمن بن عثمان القرشی) ان رسول اللہ ﷺ دخل علیٰ ابنتہ وھی تغسل رأس عثثمانؓ۔ (17)

"اے بیٹی! اپنے خاوند عثمان کے ساتھ اچھا سلوک رکھا کریں اور حسن معاملہ کے ساتھ زندگی گزاریں۔ عثمان میرے اصحاب میں سے خلق اخلاق میں میرے ساتھ زیادہ مشابہ ہیں"۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ آنجناب ﷺ کی اپنی صاحبزادیوں کے ساتھ کمال شفقت تھی اور وقتاً فوقتاً آنجناب ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نیز ان صاحبزادیوں کے اپنے ازواج کے ساتھ نہایت شائستہ تعلقات تھے اور وہ اپنے زوج کی خدمت گزار بیبیاں تھیں اور اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے کہ زوجہ اپنے خاوند کی بہتر طریق سے خدمت بجالائے۔

نیز معلوم ہوا کہ سردار دو عالم حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ عمدہ روابط رکھتے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اخلاق میں عثمانؓ میرے زیادہ مشابہ ہیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کے حق میں بہت بڑی عظمت ہے جو زبان نبوت سے بیان ہوئی۔

حضرت رقیہؓ کی بیماری

مدینہ طیبہ میں اقامت کے دوران ۲ھ میں غزوہ بدر پیش آیا جس میں سردار دو جہاں ﷺ بنفس نفیس خود تشریف لے گئے تھے اس دوران آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اتفاقاً بیمار پڑ گئیں اور بیماری کے متعلق علماء لکھتے کہ خسرہ کی بیماری لاحق ہوئی تھی۔ ادھر غزوہ بدر کی تیاری تھی اور آنجناب کے ساتھ صحابہ کرامؓ بھی غزوہ بدر میں شمولیت کے لئے تیار تھے حضرت عثمانؓ کو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ رقیہؓ بیمار ہیں آپؓ ان کی تیمارداری کے لئے یہاں مدینہ میں ہی مقیم رہیں اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے خادم حضرت اسامہ بن زید کو مدینہ شریف میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت عثمانؓ کو فرمایا:

ان لک اجررجل ممن شھد بدراً وسھمہ۔(18)

"یعنی آپؓ کے لئے بدر میں حاضر ہونے والوں کے برابر اجر ہے اور غنائم میں سے حصہ بھی آپ کے لئے ہے"۔

حضرت فاطمہؓ کی وفاتِ پر رقیہؓ کی کیفیات

حضرت فاطمہؓ کی وفاتِ اس موقعہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد شریف کے ساتھ قبر رقیہؓ پر حاضر ہوئیں اور اپنی پیاری بہن کے غم میں ان کی قبر کے کنارے پر بیٹھ کر رونے لگیں تو نبی کریم ﷺ ازراہ شفقت فاطمۃ الزہراؓ کے چہرے سے آنسو اپنے ہاتھ سے کپڑے سے صاف کرنے لگے اور انہیں تسلی دی اور صبر وسکون کی تلقین فرمائی۔(19)

وفات حضرت رقیہؓ

جنگ بدر ۲ھ میں رمضان المبارک میں پیش آیا تھا۔ سردار دوجہاں ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے ادھر حضرت رقیہؓ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آنجنابؓ کی غیر موجودگی میں ان کا انتقال ہو گیا پھر ان کے کفن ودفن کی تیاری کی گئی اور یہ تمام امور حضرت عثمان نے سرانجام دیئے۔

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ غزوہ بدر کی فتح کی بشارت لے کر جب زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحۃ مدینہ شریف پہنچے تو اس وقت حضرت رقیہؓ کو دفن کرنے کے بعد دفن کرنے والے حضرات اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔(20)

چند ایام کے بعد سردار دوعالم ﷺ مدینہ طیبہ میں پہنچے تو جنت البقیع میں قبر رقیہؓ پر تشریف لئے گئے۔ اور اس موقع پر آنحضرت کی آمد کی بناء پر مزید عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور حضرت رقیہؓ پر رونے لگیں جب عورتوں کا زیادہ آواز بلند ہوا تو حضرت عمرؓ نے ان کو منع کیا اس وقت جناب رسالت مآب ﷺ نے حضرت عمر کو سختی کرنے سے روک کر عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ شیطانی آواز کرنے سے باز رہو اور ارشاد فرمایا کہ جب تک آنکھ اور قلب سے رونا صادر ہو تو یہ علامت رحمت اور شفقت کی ہے لیکن جب زبان سے واویلا اور ہاتھ سے جزع وفزع ظاہر ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

تاریخ وفات

وفات کے حوالے سے اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ کہ ہجرت مدینہ کے ستر ماہ گزرنے کے بعد حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تھا۔(۶۲۹ء۔۶۲۸ء) یعنی ۲ ہجری کو اور بعض علماء نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ ہجرت کے ایک سال دس ماہ گزرنے کے بعد حضرت رقیہؓ کی وفات جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔(21)

خلاصہ بحث

خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت محمد ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا آپ سے نکاح فرمایا اور جب وہ فوت ہو گئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اس کی بہن ام کلثومؓ کا نکاح ان سے کر دوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت ام کلثوم کا نکاح آپؓ سے کر دیا جب ان کا انتقال ہو گیا تو

آپ نے فرمایا کہ میری اور کوئی بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ کے ساتھ کر دیتا۔ سورۃ انافتحنا کی آیت کریمہ لَقَد رَضِیَ اللہ عَنِ الْمُومِنِینَ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرات صحابہ وصحابیات جنتی ہیں دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا۔ جس طرح حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہیں اسی طرح ان کے اہل خانہ کا بھی دین اسلام میں اہم کردار ہے۔ حضرت رقیہؓ جو کہ آپ کی صاحبزادی تھی ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے اندر کتنے کتنے مسائل آئے اور انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ اور امتِ مسلمہ کے لیے مشعل راہ قائم کر دی ہے تا کہ آئندہ آنے والی امت ان سے خوب راہنمائی حاصل کر سکے۔

حوالہ جات

[1] کنز العمال، ج ۶، ص ۳۷۵، تحت فضائل ذی النورینؓ عثمانؓ

[2] کنز العمال، ج ۶، ص 379، بحوالہ ابن عساکر طبع اول حیدر آباد دکن روایت نمبر ۵۸۷۵

[3] تاریخ الخمیس، ج ۱، ص ۲۷۴، بیروت، دار الجلیل، ۱۹۹۲

[4] تفسیر القرطبی، ج ۱۴، ص ۲۴۲۲، تحت آیت قل ازواجک وبناتک الخ (سورۃ احزاب)

[5] النحل: ۴۱

[6] ابن کثیر، أبي الفداء اسماعیل، الحافظ، البدایہ والنھایہ، ج 3، ص 66، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۷

[7] البدایۃ لابن کثیر، ص ۶۶۔۶۷، جلد ثالث

[8] ابن حجر، الاصابۃ، ص ۲۹۸، ج ۴، بیروت، دار الجلیل، ۱۹۹۲

[9] مسلم شریف جلد ثانی، ص ۳۰۴، ص ۲، باب فضائل جعفر واسماء بنت عمیس

[10] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبری،، ۸/ ۲۴، تحت ذکر رقیہؓ، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۲ء

[11] طبقات ابن سعد، ۸/ ۲۴، تحت رقیہؓ

[12] انساب الاشراف للبلاذری، ج ۱، ص ۴۰۱

[13] تاریخ الخمیس للدیار الکبریٰ: ۱/ ۲۷۵

[14] اسد الغابہ لابن اثیر الجوزی، ص ۶۰۷، ج ۵، تحت اماعیاش

[15] ذخائر العقبی لاحمد بن عبد اللہ المحب الطبری، ص ۱۶۲

[16] البدایہ لابن کثیر، ص ۲۱۲، جلد ۷،

[17] کنزل العمال، جلد ۶، ص ۱۴۹

[18] بخاری شریف جلد اول، ص ۵۲۳، تحت مناقب عثمانؓ

[19] طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۴

[20] طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۴، ۲۵

[21] مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۳۵۱ تحت مسندات یوسف بن مہران عن ابن وعباس طبع اول، حیدر آباد دکن